

علوم و معارف

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ

۱۔ لطیفہ کلمے جدید الذہن | فرمایا: کلمۃ جدید لذیذ | پر مجھے مولانا محمد قاسم صاحب کا لطیفہ یاد آیا کہ مولانا کا معمول تھا کہ امراء کو تو میٹنی ساگ پات کھلاتے تھے۔ اور غرباء کو پلاؤ زردہ اور مرغن کھلاتے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا قاعدہ ہے۔ کلمۃ جدید لذیذ نئی چیز مزیدار ہوتی ہے۔ تو میں اپنے بہانوں کو نئی چیز کھلانا چاہتا ہوں تاکہ لذت زیادہ آئے۔ پس امراء کے لئے تو یہ معمولی کھانے جدید ہیں مرغن تو وہ اپنے گھر میں ہر روز کھاتے ہیں۔ اور غرباء کے لئے مرغن کھانے جدید ہیں۔ یہ تو مولانا کا لطیفہ تھا۔ ورنہ اصل وجہ یہ تھی کہ مولانا کے دل میں غرباء کی وقعت امراء سے زیادہ تھی۔ (اصلاح ذات البین ص ۱۱۱ الامانات الیومیہ ص ۲۹۱، راحت القلوب ص ۳۹)

۲۔ نرمی سے نصیحت | فرمایا مولانا محمد قاسم صاحب کا واقعہ ہے کہ ایک خان صاحب مولانا کے بڑے دوست تھے، مگر لباس ان کا خلاف شریعت تھا۔ اور وہ جمعہ کے روز مولانا ہی کے پاس آکر غسل کرتے، کپڑے بدلتے اور جمعہ پہنتے اور انداز سے یہ معلوم تھا کہ پکے آدمی ہیں۔ کہنے سے نہ مانیں گے۔ مولانا نے ایک جمعہ کو ان سے فرمایا کہ میاں آج دو جوڑے لیتے آئیے۔ ہم بھی تمہاری وضع کا لباس پہنیں گے۔ وہ صاحب بے حد متاثر ہوئے اور عرض کیا کہ خدا نے کرے آپ مجھ خبیث کی وضع پر رہیں۔ آپ ہی مجھ کو ایک جوڑہ دیجئے۔ میں اسکو پہنوں گا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس لباس سے توبہ کر لی۔

حق تعالیٰ نے نرمی میں خاصہ رکھا ہے جذب کا۔ (الامانات الیومیہ ص ۲۳۳)

۔۔۔ اس لئے ہمیشہ نرمی سے نصیحت کرنا چاہئے۔ شیخ سعدی مرحوم نے سچ فرمایا ہے کہ درشتی و سختی نیاید بکار بزمی ز آید ز سوراخ مار

۳۔ دنیا عزت سے ملتی ہے | فرمایا: حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا فرمانا یاد آگیا کہ دنیا ہمیں بھی ملتی ہے اور امراء کو بھی مگر اتنا فرق ہے کہ ہم کو عزت کے ساتھ ملتی ہے اور انکو ذلت کے ساتھ۔ مگر اس استغنا کا حاصل اپنی عزت کی حفاظت ہے نہ کہ امراء کی تحقیر کیونکہ کسی کی تحقیر بہت بری بات ہے۔ (الاضافات الیومیہ ص ۲۶)

۴۔ جس قدر علم بڑھتا ہے تقلید | فرمایا: کہ ایک غیر مقلد نے حضرت مولانا محمد قاسم کی مزدورت زیادہ ہوتی ہے | صاحبؒ کی تقریر سن کر کہا کہ آپ مجتہد ہو کر تعجب ہے کہ تقلید کرتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ مجھ کو اس سے زیادہ اس پر تعجب ہے کہ آپ غیر مجتہد ہو کر تقلید نہیں کرتے۔ اور میں کہتا ہوں کہ ان بزرگ نے اس سے تقلید کی ضرورت سمجھ لی ہوگی کہ جب اتنا بڑا شخص مقلد ہے تو ہم کس شمار میں ہیں حضرت جس قدر علم بڑھتا ہے تقلید کی ضرورت زیادہ محسوس ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے سامنے ایسے مواقع بہت آتے ہیں۔ جہاں اپنی رائے کام نہیں دیتی۔ (الاضافات الیومیہ ص ۱۲۲)

۵۔ شان مسکنت و عزت | فرمایا: حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی ایک طالب علم نے دعوت کی، آپ نے فرمایا کہ ایک شرط سے منظور ہے کہ خود کچھ مت پکانا گھروں میں جو تمہاری روٹیاں مقرر ہیں وہی ہم کو بھی کھلا دینا۔ اس نے منظور کر لیا۔ یہ ہے شان مسکنت اور غربت اور انکسار اور عاجزی کی کہ اتنا بڑا شخص اور اس طرح اپنے کو مٹائے ہوئے تھا۔ (الاضافات الیومیہ ج ۲ ص ۱۹)

۶۔ شان استغناء | فرمایا: حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا قصہ ہے بریلی کے ایک رئیس نے غالباً چھ ہزار روپیہ پیش کیا کہ کسی نیک کام میں لگا دیجئے۔ فرمایا کہ رگانے کے بھی تم ہی اہل ہو تم ہی خرچ کرو۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیا اہل ہوتا۔ فرمایا میرے پاس اسکی دلیل ہے۔ وہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اہل سمجھتے تو مجھ کو ہی دیتے۔ تبسم فرماتے ہوئے حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اس کا جواب تو یہ تھا کہ حضرت! اللہ یاں دست تو رہے ہیں۔ (الاضافات الیومیہ ج ۲ ص ۱۹۹)

۷۔ حقوق کی قسمیں | فرمایا: آجکل درویشوں کی دو قسمیں ہیں ایک محنت۔ ایک مبطن۔ پھر محنت کی دو قسمیں ہیں ایک محقق ایک غیر محقق۔ باستثناء تحقیقین کے کہتا ہوں کہ آج محنت بھی اسکی کوشش کرتے ہیں کہ امراء سے تعلق ہو۔ باوجودیکہ وہ اہل حق ہیں۔ وہ کاٹار نہیں، مگر

پھر بھی اس کی کوشش کرتے ہیں کہ امرائے تعلق ہوگو انکی نیت بری نہیں مگر پھر بھی اس مذاق کا ہزر زیادہ ہے۔ اس لئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اس سے بہت سختی کے ساتھ نفرت رکھتے تھے۔ لوگوں کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں سے تعلق رکھنے میں گو حجت دنیا بھی نہ ہو تب بھی بڑا مفید ہے۔ جسکا بکثرت مشاہدہ ہو رہا ہے۔ (الامانات الیومیہ ص ۲۱۲)

مثلاً وہ علماء کو دس سے حقیر سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ علماء ہمارے سے محتاج ہیں اور ہمارے پاس دنیا ہے۔ اس لئے وہ ہماری خوشامد کرتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت اہل دنیا اہل دین کے محتاج ہیں۔ اہل دین جز اللہ کے کسی کے محتاج نہیں۔

۸۔ اصلاح کیسے ہو سکتی ہے | فرمایا: کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا یہ مقولہ سنا ہے

کہ جس کا پیر بڑا نہ ہو۔ اس مرید کی اصلاح ہو نہیں سکتی۔ مولانا احمد حسن صاحب امر وہی بڑے نازک مزاج تھے۔ عالی شان انسان تھے۔ دیوبند پڑھنے آئے، مولانا نے دیکھا کہ صلاحیت

ہے ان میں عالی دماغ ہیں۔ اب تربیت بھی ساتھ ساتھ شروع فرمادی۔ حضرت ان کو

چاہتے بہت تھے۔ مگر اصلاح میں ذرا غایت نہ کرتے تھے۔ کوئی بولام آتا دعوت کرنے

فرماتے ایک لڑکا بھی ساتھ ہوگا۔ وہ خوشی سے قبول کر لیتے۔ کہیں چٹائی پر بیٹھ کر اور کہیں کبل

پر بیٹھ کر روٹی کھاتی پڑتی۔ اس میں ترک تکلف کی عادت ڈالنا مقصود تھی۔ ایک گاؤں والا

ایک گاڑھے کا تھان حضرت مولانا کے واسطے لایا۔ حضرت نے دزدی کو بلا کر فرمایا کہ اس میں

سے اس لڑکے کے واسطے کرتے پاجامہ طےح کر کے سی دو۔ ان کو یہ معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کسی نے

بندوق مار دی ہو۔ مگر پھر بھی پہننا پڑا اور سب تکلف طبیعت سے رخصت ہوا۔ گو

لطافت اس وقت بھی رہی۔ لطافت تو فطری چیز ہے مگر کبر کا نام و نشان نہ تھا۔ غرض

اصلاح اس طرح ہوتی ہے۔ اور گو اس متشددانہ طریق سے اصلاح کرنے کی ہمارے

بزرگوں میں کثرت نہ تھی۔ مگر اس وقت اس کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ پہلے طالبوں کی

طبیعت میں سلامتی تھی اور اب نہیں۔ فرق کی وجہ یہی ہے۔ (الامانات الیومیہ ص ۲۱۲)

اس ملفوظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے امراء علم دین کے لئے لقمی صعوبتیں برداشت

کرتے تھے۔ اب تو مدارس دینیہ میں امراء کی اولاد کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔

وائے ناکامی متابع کارواں جاتا رہا اور کارواں کے دل سے احساس نیاں مٹا رہا

مقولہ پیرا لڑانہ ہر کی بابت حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ حضرت مولانا نے ایک

لفظ میں حقیقت کو ظاہر فرمادیا۔ یہ ان بزرگوں کی رائے ہے۔ جو محکم اخلاق تھے۔ (الاضافات الیومیہ ص ۱۵۷)

۹۔ بیقراری برداشت نہیں ہوتی | فرمایا، اہل محبت کے باب میں میری طبیعت حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ جیسی ہے۔ کسی اہل محبت کی بے پیمانی اور بے قراری برداشت نہیں ہوتی۔ یہی حضرتؒ کی حالت تھی کہ کسی اہل محبت کی بے پیمانی برداشت نہ فرما سکتے تھے۔ بشرطیکہ خلاف شریعت نہ ہو اور اگر خلاف شریعت ہو تو ایسی تیسی میں بائیں محبت بھی اور اہل محبت بھی۔ (الاضافات الیومیہ ص ۱۳۳)

۱۰۔ گریہ کیلئے سامان | گریہ کے مضمون پر ایک صاحب نے شیعوں کی مجالس کا ذکر کیا کہ وہ رونے ہی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور اس کیلئے سامان مہیا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہ رنج ہی کیا تو جو اتنے سامان کے بعد رونا آوے۔ (الاضافات الیومیہ ص ۲۶۷)

۱۱۔ تواضع | فرمایا حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ میرٹھ میں شتوی شریف پڑھاتے تھے۔ ایک درویش بھی شریک ہوتے تھے۔ کئی روز شتوی شریف سن کر کہتے ہیں کہ مولاناؒ اگر درویش ہوتے تو کیا اچھا ہوتا۔ انہوں نے ایک روز محبت سے کہا کہ میں آپ کو توجہ دینا چاہتا ہوں۔ فلا بیٹھ جائیے۔ ان کی نیت یہ تھی کہ کیفیت محمودہ کا مولاناؒ پر القاء کریں۔ حضرت مولاناؒ براہ تواضع بیٹھ گئے۔ وہ متوجہ ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر میں گھبرا کر کہنے لگے کہ حضرتؒ بڑی گستاخی ہوئی، معاف کیجئے۔ مجھ کو کیا خبر تھی کہ آپ کتنی دور پہنچے ہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا کہ ایک صاحب سے جنہوں نے مولاناؒ موصوف اور حضرت حاجی صاحبؒ کا درس شتوی سنا تھا کسی نے پوچھا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور حاجی صاحبؒ کے شتوی پڑھانے میں کیا فرق ہے۔ کہا کہ حضرت حاجی صاحبؒ تو شتوی پڑھاتے تھے اور مولاناؒ معلوم کیا پڑھاتے تھے۔ عجیب جواب ہے۔ دونوں پہلو نکل سکتے ہیں۔ ایک اور درویش نے کہا ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا شتوی پڑھانا ایسا ہے کہ مکان کے اندر سے جا کر کھڑا کر دیا کہ خود دیکھ لو۔ (الاضافات الیومیہ ص ۲۹۹)

۱۲۔ مشتبہ مال سے بچنے کا اہتمام | فرمایا کہ بزرگوں نے مشتبہ مال سے بچنے کا بڑا اہتمام کیا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی ایک شخص نے دعوت کی۔ کھانا مشتبہ تھا۔ آپ نے اس کی دلجوئی کے لئے کہا تو لیا مگر گھر پر آکر تھے کہ سب نکال دیا۔ اس میں ایک طالب علمانہ

شبهہ ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ تناول کا ارتکاب تو بومی چکا تھا، جو مذہب سے ہے۔ پھر ایسا کرنے سے کیا نفع ہوا۔ جواب یہ ہے کہ ایک تو نفل ہے کھانا وہ تو بیشک واقع ہو چکا مگر دوسری چیز ہے جزو بدن بننا۔ جزو بدن بننے سے جو ظلمت ہوتی اس سے بچاؤ کیا۔ جیسا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بے خبری میں اجرت کہانت کا دودھ پی لیا تھا جس پر کوئی مواخذہ نہ تھا، مگر پھر بھی خبر ہونے کے بعد قے کر دی۔ اس کا بھی یہی نفع تھا۔ حدیث **كُلْ لَعَلَّ يَرْفُئَتْ بَيْنَ السَّحَابِ فَالْتَأَرْ اَدْوَى سِمًا**۔ (جو گوشت حرام مال سے پیدا ہوا ہے اس کیلئے آگ ہی بہتر ہے) میں اس طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ باقی رہا شبہہ کھانے کا تو وہ فتویٰ سے حرام نہ تھا۔ دلجوئی کی مصلحت اس میں بھی کراہت پر راجح تھی۔ یہاں جزو بدن بننے کے متعلق ایک ضروری تنبیہ ہے کہ اگر حرام کا تناول بقصد نہ ہو تو محض جزو بدن بن جانا موجب نارہنیں پھر اشارہ کی حقیقت یہ ہوگی کہ گو یہ خود معصیت نہ ہو مگر اس سے اب مادہ پیدا ہوگا کہ وہ معصیت کی طرف داعی ہوگا۔ سو اگر مقاد قوی نہ ہو تو دراصلہ صدور اختیاری کے نار کیلئے موجب ہو جائے گا۔ (الامانات الیومیہ ص ۳۶)

۱۳۔ حضرت حاجی صاحب سے محبت | فرمایا ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ بھائی پڑھنا پڑھانا تو اور چیز ہے۔ مگر بیعت تو ہوں گے۔ حضرت امداد ہی سے حضرت مولانا کو حضرت کے ساتھ عشق کا درجہ تھا۔ (الامانات الیومیہ ص ۳۶)

۱۴۔ بیچ الدین | فرمایا: مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوتا تھا جس کو لوگ نبیا نبیا کہتے تھے۔ ایک دفعہ اس نے مولانا سے درخواست کی کہ میرا ایک خط لکھ دیجئے۔ مولانا نے خط لکھ دیا جیب اس کا نام لکھنے لگے تو اس نے کہا، نبیا نہ لکھئے، نبی الدین لکھئے۔ مولانا نے مزاحاً فرمایا نہیں بیچ الدین ہوگا۔ اور یہ بناج سے مشتق ہے جسکے معنی بھونکنے کے ہیں مگر اسکو تو لغت کی کچھ خبر نہ تھی۔ وہ اسکو گاتا پھرتا تھا کہ میرا نام نبی الدین ہے مجھے نبیا نہ کہا کرو۔ لوگ ہنستے تھے کہ یہ قوف یہ تو برا نام ہے۔ وہ کہتا رہا مولانا نے میرا نام ہی لکھا ہے۔ (رجال البلیل ص ۲۶)

۱۵۔ ان تعمیر میں بھارت | فرمایا ایک زمانہ میں مولانا محمد میر صاحب نانوتوی نے سرکاری سکول میں تربیت کے لئے گورنمنٹ کے یہاں درخواست دے رکھی تھی۔ اسی زمانہ میں خرابی لکھا کہ یہاں سے کچھ بظن ان کے مکلن کی طرف آرہی ہیں۔ یہ خواب مولانا محمد قاسم

صاحب سے عرض کیا۔ فرمایا اگر مٹھائی کھلاؤ تو اور تعبیر ہے اور مٹھائی نہ کھلاؤ تو اور تعبیر ہے۔ انہوں نے مٹھائی کا وعدہ کیا تو فرمایا جاؤ تم بریلی میں بیس روپے کے ملازم ہو جاؤ گے۔ اور مٹھائی کا وعدہ نہ کرتے تو میں یہ تعبیر دیتا کہ گیارہ روپے کے ملازم ہو جاؤ گے۔ اس کی حقیقت پر چھنے پر فرمایا کہ لفظ بط کے عدد فارسی کے اعتبار سے گیارہ ہیں اور اس میں ط مشد ہے۔ میں نے اسکو کھڑے کر کے بیس سے تعبیر دی اور معبر کو یہ اختیار ہے چاہے مکتوبی حروف کا اعتبار کرے یا لغوی کا۔ (استدراۃ التورہ - ص ۲۱)

۱۶۔ غالب علی الاخلاق | فرمایا، ایک صالح شخص کو محض تذکرہ سے لوگوں نے ایک مردار کا ماتم بنا دیا۔ پھر اس شخص نے حضرت مولانا گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسمؒ سے مشورہ کیا کہ میں اس عورت سے نکاح کروں یا نہیں۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ہرگز نکاح نہ کرو، تم شریف خاندانی ہو اور وہ بازاری عورت ہے۔ اس سے نسل پر برا اثر پڑے گا۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے یہ مشورہ دیا کہ نکاح کر لو۔ مولانا اس شخص کی حالت سے متاثر ہو گئے۔ اور یہ سمجھ کر اسکی یہ بے قراری جیہی زائل ہوگی جبکہ اس سے نکاح کرے گا۔ اس واسطے مولانا نے نسل کی خرابی پر نظر نہ کی۔ کامل الاخلاق دونوں تھے اور دونوں اسکی حالت سے متاثر ہوئے مگر ایک غالب علی الاخلاق تھے۔ ایک مغلوب علی الاخلاق تھے۔ اور یہ امر غیر اختیاری ہے۔ اس میں کسب کو دخل نہیں۔ حق تعالیٰ جس کو چاہیں غالب علی الاخلاق کر دیتے ہیں۔ اور جسکو چاہیں مغلوب علی الاخلاق کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ایک ہی شخص ایک خلیق پر غالب اور دوسرے خلیق سے مغلوب ہوتا ہے۔ یہ جی غیر اختیاری ہے۔ اور گو کمال یہ ہے کہ سالک غالب علی الاخلاق ہو، مگر یہ کمال غیر اختیاری ہے۔ اس لئے اس میں ایک کو دوسرے پر رشک نہ کرنا چاہئے۔ (عمم العزف عن رعم الاذن ص ۲۶)

۱۷۔ تواضع (لباس) | فرمایا حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی یہ حالت تھی کہ لباس ایسا پہنتے تھے جن سے کوئی نہ سمجھ سکے کہ یہ عالم ہیں۔ نہ عبا پہنتے تھے نہ پوجنہ نہ ملل پہنتے تھے۔ نہ تزیب بلکہ گاڑھا مارکین آپ کا لباس تھا اور اسی لباس سے آپ بڑے بڑے بھجوں میں تشریف لے جاتے تھے مگر آپ کے سامنے سارے عبا اور جبہ والے دوسرے رہ جاتے تھے۔ آپ ہی کا نام چمکتا تھا اور کسی کو کوئی پر بھتا بھی نہ تھا۔ چنانچہ مباحثہ شاہ بہا پور میں جو مخالفین اسلام کے مقابلہ میں بڑا عظیم الشان مناظرہ تھا۔ بڑے بڑے عبا قبا والے موجود

تھے اور حضرت مولانا اسی معمولی کرتے اور لنگی میں تھے مگر جب آپ نے تقریر کی تو عوام پر اتنا اثر تھا کہ شاہجہان پور کے ہندو مہاجن اور بننے یہ کہتے تھے کہ نبی مکی والا مولوی جیت گیا۔ ایسی تقریر کی جیسے دریا بہتا ہے کسی کو اسکی بات کا جواب نہیں آیا۔ نیز مولانا کی یہ بھی عادت تھی کہ سفر میں اپنا نام کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے، اور ساتھیوں کو بھی ممانعت تھی کہ کسی پر نام ظاہر نہ کریں اور اگر کوئی آپ ہی سے پوچھتا کہ جناب کا نام کیا ہے۔ فرماتے خورشید حسین کیونکہ آپ کا تاریخی نام یہی ہے مگر اس نام سے لوگ واقف نہ تھے۔ اس لئے کوئی نہ سمجھتا کہ مولانا محمد قاسم صاحب یہی ہیں۔ اور اگر کوئی وطن کا نام پوچھتا تو فرماتے الہ آباد، نانوتہ کا نام نہ لیتے۔ رفقار نے کہا حضرت آپ کا وطن الہ آباد کدھر سے ہو گیا یعنی یہ تو کذب ہے۔ فرمایا نانوتہ بھی خدای کا آباد کیا ہوا ہے۔ پس لغت ہر سستی الہ آباد ہے۔ یعنی کذب لازم نہ آیا بلکہ تور یہ ہوا۔ (دفع المعارض من مدوحۃ عن الکذب کما رقم حضرت مولانا ظفر احمد

عثمانی دامت برکاتہم فی الماشیہ) — الفلا القرآن ص ۲۱

۱۸۔ فرمایا: جو تھے مڑگان پر خون سب وہ خار و لہشیں نکلے

جنوں پر کیسے تیر زشت کہیں ڈوبے کہیں نکلے

مولانا محمد قاسم قدس اللہ سرہ نے اس شعر کو ایک عجیب موقع پر لکھا ہے، بعض فرق باطلہ کا مذہب ہے کہ استبداد بالمرأۃ (دب سے دہی کرنے سے) بھی حل قرار پاتا ہے۔

مولانا نے اس پر لکھا ہے کہ واقعی کیوں نہ ہو۔ اسکی وہی مثال ہے۔

جو تھے مڑگان پر خون سب وہ خار و لہشیں نکلے

جنوں پر کیسے تیر زشت کہیں ڈوبے کہیں نکلے (الاستقامتہ ص ۷۵)

۱۹۔ پاکیزگی | فرمایا قرآن کی کیا بلاغت ہے کہ نہایت پاکیزہ پیرایہ میں اسکو بیان کیا ہے

چنانچہ فرماتے ہیں: کَانَ يَأْكُلُ مِنَ الطَّعَامِ۔ یعنی مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ خدا کیسے ہوتے۔ یہ دونوں تو کھانا کھاتے تھے۔ اس میں اول تو یہ بات بتلائی کہ کھانے والا بھوک سے عاجز ہو کر غذا کا محتاج ہوتا ہے اور خدا محتاج و عاجز نہیں ہوتا۔ دوسرے اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کھانا کھانے والے کو بول و براز کی حاجت ہوتی ہے۔ اور بول و براز کرنے والا خدا کیا ہوتا۔ خدائی کی شان کے لائق یہی حرکات ہیں تو دیکھئے حالت بول و براز کو کیسے لطیف پیرایہ میں اشارۃً اور فرمایا صراحتہً ذکر نہیں کیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب

نے ایک عیاشی کے سامنے یہ مضمون پیش کیا تو اس نے کہا کہ پیشاب پاخانہ کا نام نہ لے حضرت سیح علیہ السلام کے ذکر میں ایسی گندی باتیں لانا بے ادبی ہے۔ مولانا نے کہا پیشاب پاخانہ کا نام بے ادبی ہے۔ تو بول و براز سہی۔ الفاظ کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدل جائے گی۔ اس حقیقت کا وجود الوہیت کے منافی ہے۔ (ادج تدرج ص ۱۹)

۲۰۔ فرمایا ہمارے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے پاس بھی کپڑوں کی کوئی گھٹری نہ تھی، نہ کوئی ٹرنک بکس تھا۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے مولانا کی خدمت میں چند ٹوپیاں بھیجیں۔ آپ نے ان کو تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ صاحبزادہ نے والدہ صاحبہ کی وساطت سے ایک ٹوپی مانگ لی۔ خود ہمیں کیا۔ فرمایا ہاں تو بھی ایسی ٹوپی پہنے گا۔ ایسا دماغ بگڑا ہے اب یہ تکلف سو مجھے گا۔ دیکھ تو میں کیسی ٹوپی پہناتا ہوں اور ان کے کپڑوں کی گھٹری دیکھی۔ تقدیر سے صاحبزادہ کی گھٹری بھر کر نکلی۔ آگ بگولہ ہو گئے کہ اوہ اس بھر کر گھٹری میں آپ کا لباس رکھا جاتا ہے۔ کپڑے تہ ہوتے ہیں۔ یہ ایکن بھی تہ ہوا رکھا ہے۔ غرض سب کپڑوں کو کھول کھول کر صحن میں پھینک دیا۔ جب قبچین کی یہ حالت ہے۔ تو مقتداؤں (حضرات صحابہ کرامؓ) کی حالت سے کیا تعجب۔ (دستور سہارن پور ص ۱۷)

۲۱۔ فرمایا: ہمارے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب پر ایسی تواضع کا خاص طور پر مذاق غالب تھا۔ ایک بار مولانا تھانہ بھون تشریف لائے اور آپ کا وعظ ہوا تو مولانا پابنتی بیٹھے تھے اور ہماری قوم شیخ زادہ کو دیکھتے کہ وہ مولانا کے سر پہنے بیٹھے تھے۔ مولانا تو قوم کے بھی شیخ زادہ تھے۔ اگر مولانا سر پہنے نہ بیٹھتے تو ان لوگوں کو یہ زیبا تھا کہ اس پانگ کو خالی چھوڑ دیتے اور اس پر کوئی نہ بیٹھتا۔ مگر اللہ بچائے ایسی شیخ زادگی سے بھی کسی کی تعظیم و تکریم نہ کریں۔ مولاناؒ کی یہ خاص شان تھی کہ ان کو اپنے سر پہنے کسی کے بیٹھنے سے فداجی ناگواری نہ ہوتی تھی وہ تو قصداً پابنتی کی طرف بیٹھے تھے مگر بعض کا مذاق دوسرا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ چھوٹوں کے ساتھ چھوٹوں کا سا معاملہ کرنا چاہئے۔ اس سے ان کا دل خوش ہوتا ہے۔ (تاسیس البنیان علی تقویٰ من اللہ ورمضان ص ۱۷)

۔۔۔ (باقی آئندہ) ۔۔۔

ہیچیدہ، دیرینہ، حیسانی، روحانی | جمال شفاخانہ ریسرچرٹو | صدر بازار نوشہرہ
امراض کے خاص علاج | دہلی روڈ لاہور کینٹ